ابوالحسن علی ندوی ۔ ایک منفرد سیرت نگار

(سیرت النبی ﷺ پر کیے گئے کام کا اجمالی جائزہ)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس ☆

سوانحی ادب میں سیرت النبی ﷺ کو جو تقدس اور رفعت وعظمت حاصل ہوئی وہ ''ورفعنا لک ذکرک'' کا لازمی نتیجہ، حرارت ایمانی کا اہم ترین تقاضا اور جذبہ محبت کا بنیادی مظہر ہے۔ مؤرخین اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ سیرت پر پہلی کتاب کون سی ہے؟ سیرت کا لفظ سب سے پہلے کس نے استعمال کیا؟ ان سارے مباحث کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن حقیقت یہ کہ الہامی صحیفوں کا جو Written record قلم کے ذریعہ تخلیق کائنات سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مرتب ہوتا رہا، اس میں سیرت محمدی کا باب ضرور موجود رہا۔ (۱)

قرآن نازل ہوا تو اسکی مختلف آیات، حیات رسول کے مختلف پہلو ٹھہریں اور قیامت تک انسانوں کی علمی، عملی، اخلاقی رہنمائی کے لیے جو بھی لکھا جائے گا وہ سراج منیر کی شعاعوں سے اکتساب کر کے ہی لکھا جائے گا:

جتنا بھی یہاں جلوۂ تہذیب بشر ہے
اے محسن عالم ﷺ تیرا فیضان نظر ہے

گویا سیرت النبی ﷺ کی ابتدا کا اندازہ لگانا ممکن نہیں، زمانے کے بدلتے تقاضوں کے مطابق سیرت کے نئے پہلو سامنے آتے رہیں گے، البتہ یہ علم باقاعدہ فن کب بنا؟ اس کے آغاز وارتقاء کی گتھیوں کو سلجھانے کا فریضہ مؤرخین کو ہی انجام دینا ہے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا اولین پرتو صحابہ کی زندگیاں ہیں۔ ان نقوش کو بعد میں

☆ لیکچرار شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، لاہور

آنے والے قلمکاروں نے حروف کی صورت میں لکھا۔ یہاں تک کہ اس پہلو پر لکھنے والے دو گروہ سامنے آئے ایک مؤرخین کا اور دوسرا محدثین کا۔(۳)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول سیرت مسلمانوں، غیر مسلموں اور ہر ایک کے لیے ہے۔(۴) اس لئے اپنوں اور بیگانوں، سب نے اس موضوع پر لکھنا سعادت و فرخندہ بختی سمجھا۔

اردو زبان معرضِ وجود میں آئی تو اس میں سیرت النبی کا ذخیرہ فارسی اور عربی سے ترجمہ ہو کر آیا اور پھر آہستہ آہستہ اس زبان میں اتنی تحقیقی کتب لکھی گئیں کہ ان کا ترجمہ دیگر زبانوں میں ہوا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سیرت النبی، رحمت للعالمین اور ضیاء النبی سیرت کی وہ معرکۃ الآرا کتب ہیں کہ اسلامی ادب میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ اس فہرست میں بیسویں صدی عیسوی کے اخیر میں مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء) کے ہاتھوں سیرت النبی (۴۔الف) پر ہونے والا بے مثال کام بھی شامل ہے۔ اس کام نے نئی صدی میں انسانیت کو اسوہ حسنہ کی روشنی میں فوز و فلاح کی راہ دکھائی۔ اس کام کا جائزہ چار مختلف پہلوؤں سے لیا جا سکتا ہے:

ا۔ سیرت النبی پر مستقل کتاب (جیسے نبی رحمت، سیرت رسول اکرم، السیرۃ النبویۃ، سیرت خاتم النبیین)

ب۔ سیرت سے متعلقہ مختلف موضوعات پر تصانیف (جیسے نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین، اور قادیانیت، کاروان مدینہ)

ج۔ سیرت النبی کے موضوع پر مختصر مقالات و مضامین اور تقاریر

د۔ بچوں کے لیے سیرت نگاری

سیرت نگاری میں مولانا علی میاں کے مقاصد و اہداف / اسلوب

ہر عہد کے سیرت نگار کے پیش نظر اپنے زمانے کے خاص حالات و تقاضے ہوتے ہیں جن کے پیش نظر ''اسوہ حسنہ'' سے اپنے زمانے کے احوال کے مطابق معلومات اکٹھی کرتا ہے۔ سیرت النبی پر مولانا کے کیے ہوئے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے پیش نظر درج ذیل نکات

رہے جن کے لیے انہوں نے منفرد اور زمانی تقاضوں سے ہم آہنگ اسلوب اختیار کیا:

۱۔ ہر سیرت نگار نے اپنی کتاب میں قرآنی آیات سے استشہاد کیا کیونکہ سیرت نگاری کے اصول وقواعد اور ماخذ سیرت کی حیثیت سے قرآن ہی اولین کتاب ہے، لیکن علی میاں نے ایک نئے اسلوب سے قرآنی فکر سے استفادہ کیا۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

''بعض محققین فن نے زیادہ تر واقعات سیرت کے بیان کے بعد ان سے متعلقہ آیات کریمہ ذیلی وضمنی مبحث میں سمودی ہیں درمیان بحث میں اگر سخن گسترانہ بات آپڑی ہے تو آیت متعلقہ سے تعرض کر کے کلام تمام کر دیا ہے۔ مولانا ندوی کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ موقع محل سے متعلق آیات کریمہ کو بیان کرتے ہیں، اپنے بیانیہ میں جابجا موزوں ومناسب آیات الٰہی سجاتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی دونوں کتب سیرت ''سیرت خاتم النبیین، السیرۃ النبویۃ اس کی شاہد عدل ہیں''۔(۵)

اس حوالہ سے مولانا کی انفرادیت پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر یسین لکھتے ہیں: ''قرآن مجید سے استشہاد واستناد کے عظیم وجلیل باب میں مولانا مرحوم کا اصل کارنامہ ان مقامات ومباحث میں نظر آتا ہے جہاں پیش رو سیرت نگاروں نے آیات قرآنی سے اکتساب فیض نہیں کیا ہے اور مولانا مرحوم نے کیا ہے اور خوب کیا ہے۔''(۶)

دوسری جگہ آپ لکھتے ہیں: سیرت نبوی میں قرآن مجید سے استشہاد واستناد کی بہت سی وجوہ متعدد اور صورتیں ہیں، مولانا مرحوم نے ان میں سے بیشتر معلوم ومعروف وجوہ کو اپنی سیرت میں برتا ہے۔ بہت سے مقامات ومراحل میں مؤلف گرامی نے آیات کریمہ کا منفرد وممتاز انداز سے ذکر کیا ہے جو بے مثال مقامات میں مولانا کی عبقریت، قرآنی فکر کی تازگی اور موقعہ ومحل کی مناسبت سے آیات کریمہ کی پیوستگی کا حُسن اجاگر ہوتا ہے۔(۷)

۲۔ سیرت فقط واقعات نگاری کا نام نہیں۔ بلکہ چلتی پھرتی انسانیت کے نت نئے مسائل کا حسین وجمیل حل ہے۔ اس لئے مولانا نے سیرت النبی میں یہ اسلوب اپنایا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ کے دعوتی وتربیتی پہلوؤں کو خصوصیت سے عوام الناس کے سامنے لایا جائے۔ اس چیز کی

وضاحت کرتے ہوئے ''نبی رحمت ﷺ'' کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں :اور اس کی کوشش کی کہ کتاب علمی اور تربیتی و دعوتی دونوں پہلوؤں کی جامع ہو اور ان میں سے کوئی ایک پہلو دوسرے پہلو پر غالب نہ آجائے نیز اس میں وہ زندہ، منہ سے بولتے ہوئے اور زندگی و حرارت بھرے ہوئے اقتباسات زیادہ سے زیادہ پیش کیے جائیں جن سے اسوۂ نبی ﷺ کے اتباع اور پیروی کا جذبہ پڑھنے والے میں خود بخود پیدا ہوتا ہے''۔(۸)

اس مفہوم کو دوسرے الفاظ میں آپ نے اس طرح ادا کیا ہے اور یہ الفاظ ہر سیرت نگار کے لئے ایک دستوری شق کی حیثیت رکھتے ہیں۔'' پھر اس عمل و جذبات دونوں کی بیک وقت اور شانہ بشانہ جلوہ گری اور کارفرمائی ہونی چاہیے''۔(۹)

۳۔ یورپ کے لائے ہوئے فلسفہ کے نتیجہ میں جو ذہنی اور فکری ارتداد واقع ہوا مولانا نے اس کا حل سیرت انبیاء ہی میں تلاش کیا۔ ان کے الفاظ میں'' اخلاق وعقائد اور غایات و مقاصد کا سرچشمہ صرف انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ہیں، اس وجہ سے انہوں نے سیرت النبی کے جس پہلو پر بھی لکھا وہاں اس نکتہ نظر تحریر سے اوجھل نہ ہونے دیا۔

۴۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک اہم پہلو آپ کا خاتم النبین ہونا ہے۔ سیرت نبوی کے اس پہلو پر آپ نے اپنی جداگانہ کتاب میں روشنی ڈالی۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبوت محمدی سے بغاوت کا انجام، امت محمدیؐ سے انقطاع اور خسران مبین کی صورت میں نکلتا ہے.

۵۔ بچوں کی ذہنی وفکری تربیت انبیائے کرام کے بتائے ہوئے طریقے پر کی جائے تو ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

۶۔ محبوب سے نسبت والی چیزوں سے محبت بھی فطری ہوتی ہے، اس کا اندازہ ''منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین'' میں درج اس جملہ سے لگایا جاسکتا ہے'' یہ مبارک دعوت ایک مبارک سمت سے آئی تھی .... اگر یہ نسبت گرامی نہ ہوتی تو یہ کام کسی دوسرے وقت پر ٹل جاتا۔''(۱۰)

محمد وسیم صدیقی نے اپنے مضمون ''مولانا ابوالحسن علی ندوی بحیثیت سیرت نگار'' میں مولانا کی سیرت نگاری کے حوالے سے (نبی رحمت کی روشنی میں) ۱۶ مختلف خصوصیات تحریر کی

ہیں ۔(۱۱) اسی طرح ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی نے اس کتاب کی (۱۰) مختلف خصوصیات کی مثالوں سے وضاحت کی ہے ۔(۱۲)

سیرت النبی پر مولانا علی میاں کے کام کا اجمالی جائزہ

۱۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

سیرت النبی کے حوالے سے مولانا علی میاںؒ کی یہ مستقل کتاب ہے جو تقریباً ایک سال (اکتوبر ۱۹۷۵ء - اکتوبر ۱۹۷۶ء) کے عرصہ میں جدید و قدیم مآخذ سیرت سے خوشہ چینی کر کے عصری تقاضوں کے مطابق مرتب کی گئی ہے ۔اس کے مآخذ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے خود تحریر فرمایا: میں نے اس سلسلہ میں نہ صرف سیرت و حدیث کی کتابیں پڑھنا شروع کیں، بلکہ قدیم و جدید لٹریچر میں جو بھی کام کی چیز مجھے ملی میں نے اس سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ۔اس کے بعد میں نے اس موضوع پر جو سب سے زیادہ مستند کتابیں لکھی گئی ہیں ان پر اعتماد کرتے ہوئے اس مبارک کام کا آغاز کیا۔ اس میں سرفہرست یہ کتابیں تھیں : کتب صحاح، سیرت ابنِ ہشام، امام ابن القیم کی زاد المعاد اور سیرت ابن کثیر، عہد حاضر میں اس موضوع پر جو کچھ تحریر ہوا ہے اور مغربی زبانوں کے اہم ماخذ سے بھی استفادہ کی کوشش کی گئی ہے ۔(۱۳)

کتاب میں مختلف مقامات پر تصاویر اور نقشہ جات سے نفس مضمون کی تفہیم کے لئے کوشش کی گئی ہے ۔(۱۴) نقشوں کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوے مولانا لکھتے ہیں: ''سیرت کی اس کتاب کے لیے نقشوں کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ان سے بہت سی ایسی حقیقتیں آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں جو بعض طویل عبارتوں سے بھی سمجھ میں نہیں آتی ۔(۱۵) ان کی تیاری کے لیے جو خاص اہتمام کیا گیا اس کا ذکر مولانا نے اس طرح کیا ہے: ''یہ نقشے اور تاریخی معلومات اس عہد کی تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ وہ فنی وعلمی حیثیت سے ہر طرح مکمل اور عہد جدید کے مطابق ہوں ۔(۱۶)

اردو زبان وادب میں سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں بھی سینکڑوں کتب تالیف ہوئیں ۔علی میاں جو علم کی دنیا

میں نئے جہانوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ ان ہزاروں کتب میں ایک نئی کتاب کا اضافہ کیا جائے ؟ اس کا جواب ان کے ان الفاظ میں تلاش کیا جا سکتا ہے : ''اس موضوع پر ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو ایک طرف عصری اور علمی اسلوب میں لکھی گئی ہو اور اس میں قدیم وجدید دونوں قسم کے مآخذ سے پورا استفادہ کیا گیا ہو۔ دوسری طرف سیرت کے اولین اور اصل (Original) مآخذ پر اسکی بنیاد ہو اور قرآن وحدیث سے اس میں سرمو انحراف نہ کیا گیا ہو، وہ موسوئی (Encyclopaedia) طرز پر نہ لکھی گئی ہو۔ جس میں سارے معلومات بغیر کسی نقد وتمحیص کے بھر دیئے جاتے ہیں اور ہر طرح کا ضروری وغیر ضروری مواد پیش کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔(١٧)

وصی احمد صدیقی کے بقول: ''سیرت مبارکہ پر وہ کتاب، جس کا حسن حسن ترتیب اور حسن انتخاب میں مضمر ہے۔''(١٨)

مصنف نے حسب عادت اپنے معاونین کا شکریہ بھی ادا کیا ان میں مولانا برہان الدین سنبھلی، پروفیسر محمد شفیع، مولوی رابع ندوی، معاذ ندوی، علی احمد گجراتی، مولوی نور عالم امینی اور کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کی سعی محمود کرنے والے سید محمد الحسنی شامل ہیں۔

عربی سے اردو میں ترجمہ ہونے والی یہ کتاب بلاشبہ اپنے اسلوب و بیان اور موضوعات کے حوالہ سے سیرت کی ایک معتبر کتاب سمجھی جاتی ہے جس میں مصنف کی جسمانی مشقت ہی کارفرما نہیں، بلکہ اس موضوع سے قلبی تعلق بھی آشکارا ہورہا ہے۔ دو حصوں پر مشتمل اس کتاب کے حصہ اول میں صلح حدیبیہ تک کے واقعات شامل ہیں۔ جبکہ دوسرے حصہ میں وصال نبوی تک کے موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔ ازواج مطہرات واولاد اطہار، اخلاق وشمائل کے علاوہ مولانا علی میاں کی رحمت نبوی کے موضوع پر ایک تقریر بھی اس حصہ کی زینت ہے۔ دونوں حصوں کا اشاریہ محمد غیاث الدین ندوی نے مرتب کیا ہے۔(١٩)

۲۔ السیرۃ النبویۃ

سید صباح الدین اس کتاب کے بارہ میں مولانا علی میاں کے جذبات کو ان الفاظ میں

بیان کرتے ہیں: ''السیرة النبویة'' کو لکھتے وقت شاید ان کے ہر بن مو سے یہ آواز نکل رہی ہو:

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

اس کتاب کے عربی، اردو اور انگریزی، ہندی، ترکی، انڈونیشین زبانوں میں متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔(۲۰) اس کا بارہواں ایڈیشن ۱۹۹۹ء میں ریاض عبدالحمید کے دیباچہ کے ساتھ شائع ہوا۔ کتاب کے آخر پر مصادر ومرجع کی فہرست ہے، پہلی فہرست فہرس المراجع العربیہ والاردویہ کے نام سے ص: ۵۵۸-۵۶۴ پر ہے۔(۲۱)

۳۔ سیرت رسول اکرم ﷺ

محمد رابع حسنی ندوی اس کتاب کی اشاعت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی کی تبلیغی مراکز کے ہفتہ وار اجتماع میں پڑھنے کے لیے سیرت طیبہ کے واقعات، اخلاق وصفات، دعوتی واصلاحی طرز پر مشتمل حصوں کو آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر بڑی کتابوں سے نکال نکال کر ایک مستقل کتاب کی شکل میں ترتیب دی تھی۔(۲۲) اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: ''سیرت طیبہ کے یہ واقعات زندگیوں کو سدھارنے، ان میں ایمانی جذبہ پیدا کرنے کا بڑا کام دیتے ہیں''۔(۲۳) گویا یہ کتاب مومن کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے.

۴۔ قادیانیت

رسول اکرم ﷺ کا یہ امتیاز ہے کہ آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ سیرت کے اس پہلو پر اردو زبان میں اس قدر لکھا گیا ہے کہ شاید عربی میں بھی نہ ہو، اس کا سبب برصغیر میں ''قادیانیت'' کا آغاز وشیوع تھا۔ عربی میں ''القادیانی والقادیانیہ ''اور اسکا اردو ترجمہ قادیانیت، مطالعہ وجائزہ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی فرمائش پر اور علمائے عرب کو اس موضوع پر معلومات بہم پہنچانے کے لئے لکھی گئی۔ سیرت النبی کے اس پہلو پر یہ کتاب اتنی جامع اور مدلل ہے کہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن کے الفاظ میں یہ کتاب قادیانیوں کے سروں پر ایک

خنجر بن کر لٹکی ۔(۲۴) قادیانی جماعت کے ترجمان ''الفضل'' نے پورا ایک ماہ اس کا جواب دینے میں صرف کر دیا اور وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ سکا جو اس کے اثر کو زائل کر سکے ۔(۲۵)

چار ابواب پر مشتمل اس کتاب نے علم مناظرہ کو ایک نئی جہت عطا کی ۔خود مولانا لکھتے ہیں: ''میری کتاب بہت سی حیثیتوں سے اوریجنل ہے اور اپنے بعض انکشافات اور تحقیقات میں منفرد ہے''(۲۶)

کتاب کے مندرجات کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے:

باب اوّل: تحریک کا زمانہ، اسکا ماحول اور اسکی بنیادی شخصیتوں کی وضاحت

باب دوم: مرزا غلام احمد کے عقائد اور ان کی دعوت کا تدریجی ارتقاء

باب سوم: مرزا صاحب کی زندگی

باب چہارم: اس باب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ قادیانی تحریک کے مضمرات کیا ہیں یہ نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے ۔

۵۔ منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین

یہ 'النبوة والانبیاء فی ضوء القرآن '' کا اردو ترجمہ ہے۔ درحقیقت یہ مدینہ منورہ میں مارچ ۱۹۶۳ء کو دیئے گئے چھ لیکچرز کا مجموعہ ہے بعد میں مصنف نے اس میں جابجا اضافہ جات کیے ۔ ساتویں اور آٹھویں خطبہ کا اضافہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد مصنف نے کیا۔مولوی نور عظیم اور مولوی شمس تبریز نے ان خطبات کو اردو کا جامہ پہنایا ۔

یہ کتاب درحقیقت مقام نبوت اور اسکی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے سلسلہ میں ایک اہم کڑی ہے ۔اسی بنا پر اس کتاب کو ''کتب سیرت'' کا دیباچہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔کتاب کے آٹھ خطبات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

پہلا خطبہ: نبوت، انسانیت کو اسکی ضرورت اور تمدن پر اسکا احسان

دوسرا خطبہ: انبیاء کی امتیازی خصوصیات، مزاج منہاج

تیسرا خطبہ: ہدایت کے امام اور انسانیت کے قائد

چوتھا خطبہ: ارادہ الٰہی اور اسباب مادی

پانچواں خطبہ: نبوت محمدی کی عظمت

چھٹا خطبہ: نبوت محمدی کا زمانہ

ساتواں خطبہ: ختم نبوت (۱)

آٹھواں خطبہ: ختم نبوت (۲)

اس کتاب کے اسلوب اور مندرجات کی اہمیت کو خود مولانا نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''خطبات کی زبان ادبی اور ہلکی پھلکی رکھی گئی ہے اور علم کلام وعقائد کے ثقیل اسلوب سے پرہیز کیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ کتاب کچھ ایسے اشارات وحقائق پر مشتمل ہے جو گہرے غور وفکر کو دعوت اور موجودہ مسلم معاشرہ میں جو ایک عبوری مرحلے سے گذر رہا ہے اور اقدار وافکار کی تند وتیز کشمکش سے دوچار ہے، غور وفکر کا پیغام دیتے ہیں''۔(۲۷)

۶۔ کاروان مدینہ

''الطریق الی المدینہ'' میں رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر سرشارانہ انداز کی تقریریں اور تحریریں ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ کاروان مدینہ کے نام سے چھپا پھر اسکا ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔(۲۸)

عربی کتاب ۱۳۸۵ھ میں المکتبۃ العلمیۃ مدینہ منورہ سے شائع ہوئی۔ کتاب کی ابتداء میں استاذ علی طنطاوی کا لکھا ہوا تعارف ہے۔ اس کتاب کے مندرجات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔	عالمِ نو	۲۔	صورزندگی
۳۔	غارحرا کی روشنی	۴۔	نبوت کا کارنامہ
۵۔	نبوت کا عطیہ	۶۔	امت کے وفود آقا کے حضور
۷۔	سیرت کا پیغام	۸۔	اقبال دردولت پر
۹۔	حضور وسرور	۱۰۔	حدیثِ مدینہ

۱۱۔ سید العرب والعجم کے حضور میں شعرائے عجم کا خراج عقیدت

وصی احمد صدیقی اس کتاب کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''وہ باتیں جو عام مسلمانوں کے علم میں ہیں ان کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک پراسرار تغیر ان باتوں میں ایک نئی تب وتاب پیدا کر دیتا ہے دل کھینچا جاتا ہے دل کی گہرائیوں میں موسیقی گونجنے لگتی ہے ایک برقی رو ہے جو دل کو مرتعش کر دیتی ہے ایک مکمل سکون کا احساس ہوتا ہے۔(۲۹)

وصی احمد صدیقی نے نبی رحمت اور کاروانِ مدینہ میں ایک لطیف فرق بیان کیا ہے جس کا تعلق انسانی احساسات وجذبات کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی نوعیت سے بھی ہے، وہ لکھتے ہیں: '' کاروان مدینہ اور اس کتاب (نبی رحمت) میں وہ فرق ہے جو نعت اور تاریخ میں ہوتا ہے۔''(۳۰)

۷۔ سیرت محمدی دعاؤں کے آئینے میں

ادعیہ مسنونہ پر مشتمل اس کتاب کے بارہ میں مولانا لکھتے ہیں:

''جس میں سیرت سے دعاؤں کا تعلق، انسانی زندگی کے حقائق اور انسانی نفسیات واخلاقیات سے آپ کی گہری واقفیت اور اس کے باریک سے باریک اور نازک سے نازک پہلوؤں کی کامل رعایت کا اندازہ ہوتا ہے''۔(۳۱) یہ مضمون ۱۹۵۶ء میں فاران کے سیرت نمبر میں شائع ہوا۔(۳۲)

۸۔ سیرت سے متعلقہ دیگر مضامین

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلاب آفریں حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر حضرت مولانا نے متعدد مواقع پر خطبات ارشاد فرمائے جن کو بعد میں مرتب کیا گیا اور بعض پر آپ نے نظر ثانی کی یا حوالہ جات کا اضافہ کیا۔ ایسے مضامین کی تعداد بہت زیادہ ہے بعض مختلف کتب میں شائع ہو چکے ہیں۔ چند درج ذیل ہیں:

۱۔ سیرت کا پیغام موجودہ دور کے مسلمانوں کے نام (۳۳)

۲۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری دنیا کے لیے رحمت (۳۴)

۳۔ امریکہ کو درپیش خطرات اور اس کو تعلیمات نبویؐ کی ضرورت (۳۵)

۴۔ غارِ حرا سے طلوع ہونے والا آفتاب (۳۶)

۵۔ نبی خاتم و دین کامل۔ ادیان وملل کی تاریخ میں اسکی اہمیت وخصوصیت (۳۷)

۶۔ پیغام رسالت (۳۸)

۷۔ روائع من ادب الدعوۃ فی القرآن والسیرۃ (۳۹)

۸۔ انسانیت کے محسن اعظم اور شریف ومتمدن دنیا کا اخلاقی فرض (۴۰)

۹۔ بچوں کیلئے سیرت نگاری

نونہالان ملت کی کردار سازی کیلئے علی میاں نے سیرت خاتم النبین تحریر کی۔ اسی لئے اس میں علمی بحثیں اور فلسفیانہ توجیہات اور غیر ملکی شہادات شامل نہیں کی گئیں۔ مؤلف علام نے واقعات سیرت کو ان کی زمانی اور تاریخی ترتیب کے مطابق پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی اس کتاب کے بارہ میں یہ رائے بڑی جامع ہے: ''تمام مسامحات اور خطا کاریوں کے باوجود حضرت مولانا ندوی کی ''سیرت خاتم النبین'' مسلم نوخیز طلبہ اور عام قاری کے لیے ایک تحفہ سعادت سے کم نہیں۔ وہ اپنے سلیس وعظیم اسلوب، سادہ وپرکار زبان، قرآنی آیات سے تزئین، احادیث نبویؐ سے آراستگی، سیرت ابن ہشام سے وابستگی، حسین وجمیل اعجاز اور کامل وجامع ایجاز اور نگاہ سے دل میں اتر جانے والی کیفیت اور جذباتی وروحانی سرشاری جیسی اوصاف کی بنا پر ایک مدت تک یادگار کتاب دل رہے گی۔''(۴۱)

درج بالا کتب کے علاوہ اگر شبلی کے اسلوب سیرت کو دیکھا جائے تو ارکان اربعہ بھی علی میاں کی خدمت سیرت کا ایک حصہ ہے(۴۲) بلکہ جدید حجۃ اللہ البالغۃ ہے۔ ارکانِ اربعہ کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

اسی طرح نقوش کے رسول نمبر کا اسلوب دیکھا جائے تو المرتضی بھی نبوت محمدی کے کارناموں کی جہت سے سیرت النبی کا ایک باب ہے۔ اور ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' کے ابتدائی دو ابواب سیرت کی ہر کتاب کے لازمی اجزا میں سے ہیں۔

ان شواہد کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مولانا علی میاں نے صاحب ایمان اور خاندان رسالت کا ایک فرد ہونے کی جہات سے اپنی زندگی اور تحریر کے خدوخال کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ترتیب دیا اور آج کی عقلیت زدہ دنیا کو پریشانیوں سے نجات کی راہ دکھائی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مولانا کے تمام لٹریچر (اردو کتب ۲۶۸ اور عربی ۷۶ ہیں) سے انتخاب کر کے ''سیرت سرور عالم'' کی طرز پر ایک نئی کتاب ترتیب دی جائے۔

تسامحاتِ علی میاں

انسان خطا کا پتلا ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء ہی معصوم عن الخطاء ہیں اور ایسا انسان جو کثیر المشاغل ہو اس سے بھول چوک کا ہونا بدیہی امر ہے۔ علی میاں کا بحیثیت سیرت نگار جائزہ لیں تو یہاں بھی ناقابل اعتماد روایات مل جاتی ہیں۔ اس وجہ سے کہ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی نے نبی رحمت کے حوالہ سے لکھا: ''اس کتاب میں مذکور روایات و واقعات کی استنادی حیثیت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف نے اس میں صحیحین اور دوسری کتب احادیث کے علاوہ خاص سیرت ابن ہشام اور زادالمعاد پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس میں مرفوع و متصل روایات کے پہلو بہ پہلو سیرت کی دوسری کتابوں کی طرح مرسل و منقطع روایات بھی ہیں۔ (۴۳)

استنادی، توقیفی اور تحقیقی پہلوؤں سے ''سیرۃ خاتم النبین'' کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے لکھا ہے: ''حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب ''سیرت خاتم النبین'' موضوع اخبار، بیانات اور کمزور استدلالات رکھتی ہے۔ ان میں سے کچھ شعوری طور سے ناہمواریاں ہوسکتی ہیں اور کچھ غیر شعوری طور سے۔ کتاب سیرت میں صحیح روایات و نتائج اور کامل رو معلومات کا التزام کرنا شانِ رسالت مآب ﷺ کا تقاضا بھی ہے اسلام و دین کا مطالبہ بھی اور قارئین کی طرف مؤلف کا فریضہ بھی۔

اگرچہ رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک کے مختلف مراحل کے ذریعہ اور بعض عربی انگریزی تاریخوں کے ذریعہ واقعات کی توقیت کی گئی ہے، تاہم پورے بیانیہ میں ان کی تعداد ناکافی ہے۔ متعدد واقعات کے نقطۂ زمانہ کا پتہ ان سے نہیں چلتا۔ مثلاً ہجرت حبشہ، اسلام حمزہؓ

اسلام عمرؓ و معراج، بیعت عقبہ اُولیٰ و ثانیہ اور بعض دوسرے واقعات کی کوئی تاریخ نہیں دی گئی ہے۔

بعض بیانات تصحیح کے محتاج ہیں۔ حبشہ کے اولین مہاجرین کے امیر حضرت عثمان ابن عفان اموی تھے، کتاب میں ابن مظعون جمحی ہے۔ صحیح بخاری میں قباء میں قیام نبوی کی مدت چودہ دن ہے۔ کتاب میں چار دن ہے۔ رضاعت نبوی میں ثویبہ کا ذکر ہی نہیں۔ حلف الفضول کے اولین محرک زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی تھے، نہ ان کا ذکر ہے اور ان کے رشتہ وکفالت کا، بعثت وتنزیلِ قرآن کو ایک ہی واقعہ شمار کیا گیا ہے۔ آغاز اذان میں صحابی جلیل کے واسطہ کو فعلِ مجہول کے ذریعہ نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوسفیان اموی کی مخالفتِ اسلام کو ذاتی عداوت بنا دیا گیا ہے اور ان کے لیے بعض الفاظ بھی مناسب استعمال نہیں کئے گئے۔ غزوۂ بنو قینقاع کی ذیلی سرخی بعض اور واقعات کی مانند نہیں۔

ان سے کہیں زیادہ خطرناک اور دوررس نتائج کی حامل وہ روایات غیر صحیحہ ہیں جن کا صحیح روایات کے ساتھ امتزاج کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان میں مثلاً ہجرت کی سفرِ نبوی کے دوران کے بعض معجزات شامل ہیں، جیسے ام معبد کا واقعہ یا غارِ ثور کے دہانے پر عنکبوت کے جالا بننے اور کبوتروں کے گھونسلہ بنانے کا حادثہ وغیرہ۔ محدثین کرام اور محققین اہل سیر کے نزدیک یہ کمزور ہی نہیں موضوع اور من گھڑت روایات ہیں۔ سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندوی ان کو غلط ثابت کرتے ہیں اور ان کے شاگرد رشید ان کو صحیح بتاتے ہیں۔ نوخیز ذہن، انجان قاری اور صاحب علم حیران و پریشان ہے کہ کس کو صحیح مانے؟ سیرت نگاری کا فریضہ ان مشتبہ، مخدوش اور مجروح روایات کے بغیر بھی انجام دیا جا سکتا ہے۔ (۴۴)

قرآنی آیات سے استناد کے حوالہ سے تسامحات کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر یسین لکھتے ہیں:

''یہ طرفہ ماجرا ہے کہ مولانا مرحوم کا قرآنی شغف اور آیات کریمہ سے استفادہ اور قرآنی استدلال بہت ظاہر و باہر مقامات سیرت پر ان کے قلم و ذہن کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے یا تیر نشانہ خطا کر جاتا ہے اس کی بہت سی مثالیں ان کی کتب سیرت میں مل جاتی ہیں۔

ابولہب کی مخالفت وعناد اسلام کے تعلق سے بیشتر اہل سیر وتفسیر سورۃ لہب کے نزول کا حوالہ دیتے ہیں، مولانا نے نہیں دیا ہے، مدینہ کی اولین مسجد قباء کی تعمیر کے حوالے سے مولانا نے عام اہل سیر کی مانند عربی کتابوں میں سورہ توبہ ۱۰۸: لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه ط فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین. کا ذکر خیر نہیں فرمایا، جب کہ اوّلین اردو کتاب میں وہ موجود ہے۔ (رسول اکرم، ۱۰۸) غزوہ بنی النضیر کے حوالے سے سورہ صف کا حوالہ دیا ہے نہ آیات کریمہ کا ذکر کیا ہے، غزوہ ذات الرقاع میں صلوۃ الخوف کے حوالے سے متعلق آیات کریمہ کا ذکر وحوالہ مفقود ہے، تفحص وتلاش سے دوسرے مقامات بھی بتائے جا سکتے ہیں۔

یہاں یہ بہر حال اعتراف کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقام کتاب اور ہر مرحلہ سیرت پر قرآن مجید کی آیات کریمہ سے استشہاد واستناد کرنا ناگزیر ہو لیکن مولانا مرحوم جیسے صاحب فکر ونظر سے ایسی ''بھول چوک'' کی توجیہہ وتاویل بس یہی کی جاسکتی ہے کہ توفیق الٰہی ہوتی ہے تو انسانی ذہن بڑی دور کی کوڑی لاتا ہے ورنہ سامنے کی چیز نگاہ میں نہیں آتی۔(۴۵)

☆........................☆

حوالہ جات وحواشی

۱۔ مولانا امین احسن نے تدبر قرآن میں ن والقلم وما یسطرون کی تفسیر میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا۔ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن ۱۹۷۹ء جلد ہفتم ص: ۵۱۳

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں علم (جلد ۱۱) اور سیرۃ (جلد ۱۴۔۱) پر مقالات ملاحظہ فرمائیں۔ ان مباحث کو اردو دائرہ معارف اسلامیہ، کے سیرت النبیؐ پر مرتب کی گئی

جلد ''سیرت خیر الانام'' میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

۳۔ موضوع کے اعتبار سے یہ دونوں فن (فن حدیث اور سیرت نگاری) ایک ہیں، لیکن تفصیل میں یہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں (ڈاکٹر صادق علی گل، اسلامی تاریخ نویسی کا آغاز و ارتقاء، ص:۹۸)

نیز ملاحظہ فرمائیں عبدالرؤف دانا پوری، اصح السیر، مجلس نشریات اسلام کراچی۔ ۱۹۷۹، ص:۹

۴۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ دارالاشاعت، کراچی ۱۹۸۰ء، ص:۱۴:۱۶۔

۴۔ (ا) مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بحیثیت سوانح نگار'' ممتاز احمد خاں کا ایم فل کے لیے تحقیقی مقالہ ہے، جو ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کی زیر نگرانی شیخ زید اسلامک سنٹر، لاہور میں لکھا ہے۔ سات ابواب پر مشتمل اس مقالہ میں چوتھا باب ''مولانا ابوالحسن علی ندوی بطور سیرت نگار'' ہے۔ اسکی دو فصلیں ہیں۔ فصل اوّل میں ''سیرت نگاری میں مولانا کے انداز و اسلوب پر بحث کی گئی ہے اور فصل دوم میں سیرت نگاری میں مولانا کی انفرادیت پر بحث کی ہے۔ ۸۲ صفحات پر مشتمل مولانا کے سیرت نگاری پر کام کی یہ ابتدائی، ادھوری اور غیر تسلی بخش کوشش ہے۔

۵۔ مولانا علی میاں ندوی کی سیرت نگاری میں قرآنی استناد و، کاروان ادب ص: ۴۳۷

۶۔ ایضاً ص: ۴۶۴

۷۔ ایضاً ص: ۴۶۳

۸۔ نبی رحمت ص: ۲۲

۹۔ نبی رحمت ص: ۱۲

۱۰۔ منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین ص: ۸

۱۱۔ نذرانہ عقیدت، ص: ۱۹۲۔ ۱۹۸

۱۲۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی افکار و آثار، ص: ۱۱۲۔ ۱۲۶

۱۳۔ ابوالحسن، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1981

۱۴۔ ابوالحسن، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1981 ص ۶۶،۷۰، ۱۷۲،۲(حصہ دوم) ص:۱۴، ۱۱۶ تصاویر کے لیے ص: ۲۱۸، ۲۳۲

۱۵۔ ابوالحسن، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1981ء ص: ۲۳

۱۶۔ ابوالحسن، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1981

۱۷۔ ابوالحسن، نبی رحمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی 1981، ص: ۱۱

۱۸۔ نذرانہ عقیدت، ص: ۱۳۴

۱۹۔ ص: ۱۱۔۱۲، ۱۳۔۱۴

۲۰۔ السیرۃ النبویۃ کے ساتویں ایڈیشن کے مقدمہ میں مولانا علی میاں نے یہ معلومات دی ہیں۔

۲۱۔ ابوالحسن علی ندوی، السیرۃ النبویۃ دار ابن کثیر بیروت ۱۹۹۹ء۔ السیرۃ النبویۃ کے تعارف کے لیے ملاحظہ فرمائیں، فہیم اختر ندوی محمد، الثقافۃ الھند ص: ۳۷۰۔۳۷۶

۲۲۔ سیرت رسول اکرمؐ مجلس نشریات اسلام ص: ۱۴

۲۳۔ سیرت رسول اکرم مجلس نشریات اسلام ص: ۱۴

۲۴۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن، حضرت مولانا کی تصانیف پر ایک نظر، سہ ماہی فکر اسلامی انڈیا ص: ۳۷۶

۲۵۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی - حیات و افکار کے چند پہلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ص: ۱۵۶

۲۶۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی - حیات و افکار کے چند پہلو، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نصر اللہ خان عزیز کے نام خط، ص: ۱۵۹

۲۷۔ منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین، مجلس نشریات اسلام، کراچی ص: ۹

۲۸۔ مفکر اسلام نمبر ص: ۳۷۹

۲۹۔ نذرانہ عقیدت مرتبہ فضل ربی ندوی، مجلس نشریات اسلام ص: ۱۳۳

۳۰۔ نذرانہ عقیدت مرتبہ فضل ربی ندوی، مجلس نشریات اسلام ص: ۱۳۴

۳۱۔ نبی رحمت ص: ۱۸

۳۲۔ محمد کاظم ندوی کے مرتب کردہ مقالات کے صفحہ ۱۶۵۔ ۱۹۷ پر بھی یہ مضمون شائع ہوا ہے

۳۳۔ خطبات علی میاں، دار الاشاعت کراچی، مرتبہ مولوی محمد رمضان جلد دوم، ص: ۱۸۸۔۱۹۳۔

۳۴۔ ایضاً ص: ۲۴۳۔ ۲۴۸

۳۵۔ ایضاً ص: ۶۶۔ ۷۵

۳۶۔ ایضاً ص: ۳۹۷۔ ۴۰۶

۳۷۔ ۱۹۸۶ء میں دار العلوم دیوبند میں کی گئی تقریر مجلس نشریات اسلام نے شائع کی

۳۸۔ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو بھٹکل میں کی گئی تقریر جو نشان منزل کے، ص: ۸۱۔ ۱۰۳ پر محیط ہے۔ مجلس نشریات اسلام نے اس کتاب کو شائع کیا۔

۳۹۔ مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے خطوط بنام فضل ربی مجلس نشریات اسلام کراچی، ۲۰۰۱، ص: ۷۱

۴۰۔ ۲۲ اگست ۱۹۸۹ء کو اسلامک سٹڈیز سنٹر آکسفورڈ میں پڑھا گیا مقالہ بزبان انگریزی مقالات مفکر اسلام، جلد دوم، ص: ۱۹۹۔ ۲۲۷

۴۱۔ مظہر صدیقی، یسین، مولانا ابو الحسن علی حسنی ندوی کی سیرت نگاری ادب اطفال کے تناظر میں، در کاروان ادب انڈیا، ابو الحسن علی ندوی نمبر ۲۰۰۲ء لکھنو، ص: ۲۵۲۔ ۲۶۶ قصص النبیین للاطفال کے اسلوب وخصوصیات کیلئے ملاحظہ فرمائیں:
انیس الرحمٰن دہلوی ''دراسۃ فی قصص للاطفال'' در ثقافت الہند المجلس الھندی للعلاقات الثقافیہ، نیو دھلی، جلد ۲۵۲، ص: ۳۴۶۔ ۳۴۵؛ محمد اقبال ندوی، ڈاکٹر مولانا علی میاں ندوی اور ادب الاطفال، مجلہ النصیحۃ خاص نمبر، ص: ۲۰۱۔ ۲۰۹

۴۲۔ بقول صادق علی گل، شاہ عبد العزیز نے سیرت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جو کچھ ہمارے پیغمبر حضرات صحابہ اور آل عظام کے مبارک وجود کے ساتھ متعلق ہو اور آنجناب کی پیدائش سے وفات تک واقعات پر مشتمل ہو سیرت کہتے ہیں'' (ڈاکٹر صادق علی گل، اسلامی تاریخ نویسی کا آغاز وارتقاء، پبلشرز ایمپوریم، لاہور)

۴۳۔ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی افکار و آثار، مرتبہ ڈاکٹر محمد مسعود عالم قاسمی، الھدایہ اسلامک سنٹر جے پور ۲۰۰۰ء ، ص: ۱۲۶۔۱۲۷

۴۴۔ کاروان ادب ص: ۲۶۵۔۲۶۶

۴۵۔ کاروان ادب ص: ۴۶۲۔۴۶۳

☆....................☆